مرثیہ ۴۸

شہادت حضرت علی اکبرؑ

۱
رن میں ہمشکلِ پیمبرؐ نے جو کھائی برچھی
توڑ کے سینہ کلیجہ میں در آئی برچھی
کھینچ کر شمر کو ظالم نے دکھائی برچھی
غل پڑا فوج میں کیا خوب لگائی برچھی
بے اجل سرورِ دلگیر کو مارا تو نے
جنگ آخر ہوئی شبیرؑ کو مارا تو نے

۲
تیری یہ برچھی محمدؐ کے کلیجے پہ چلی
ہو گئے قتل حسنؑ ڈوب گئے خوں میں علیؑ
تو نے اِس شاخ کو توڑا جو نہ پھولی نہ پھلی
باپ مجروح ہوا مر گئی ماں کو کھلی
دستِ شہ سینۂ زینبؑ دلِ زہراؑ توڑا
اک تیرے وار نے کس کس کا کلیجہ توڑا

۳
سُن کے یہ فوجِ مخالف میں گئے حضرتِ شبیرؑ
ہاتھ میں تیغ و سپر آنکھوں میں عالم اندھیر
جستجو اکبرؑ مظلوم کی دل زیست سے سیر
وہیں دوڑے گئے جس غول میں چمکی شمشیر
واں بھی ہمشکلِ پیمبرؐ نظر آئے نہ کہیں
دیکھا ایک ایک کو اکبرؑ نظر آئے نہ کہیں

۴
کبھی دہنے کبھی بائیں گئے گھبرائے ہوئے
کبھی اعدا کو ہٹا کر پھرے جھنجلائے ہوئے
لاشیں ڈھونڈیں کبھی سر شرم سے ہوڑائے ہوئے
گر پکارے کہ پھر جاتے ہیں ہم آئے ہوئے
نہیں ملتا کہیں احمدؐ کی نشانی کا پتا
کوئی بتلا دو مرے یوسفِ ثانی کا پتا

۵ اے مرے راحتِ جاں قوتِ دل نورِ نگاہ دم نکلتا ہے اب آواز سنا دو للہ
اے مرے چاند مری آنکھوں میں عالم ہے سیاہ جس طرف تم ہو اُدھر کی مجھے ملتی نہیں راہ
کیا کروں تم کہ ہے برگشتہ زمانہ اکبرؑ
میری تقدیر میں ہے ٹھوکریں کھانا اکبرؑ

۶ غش میں سُن لی علی اکبرؑ نے جو آوازِ حسینؑ گر پڑے اُٹھ کے یہ سینے میں ہوا دل بے چین
بیقراری میں پکارے یہ بصد شیون و شین اے محمدؐ کے پسر عقدہ کشائے کونین
دم ہے چھاتی میں رکا کوچ کی تیاری ہے
آیئے جلد کہ ہنگامِ مددگاری ہے

۷ سُن کے آوازِ پسر سیدِ والا دوڑے نیم بسمل کی طرح گرتے ہر اک جا دوڑے
کبھی کھولے ہوئے آغوشِ تمنا دوڑے کبھی تھامے ہوئے ہاتھوں سے کلیجہ دوڑے
جاں بلب ہو گئے صدمے یہ جگر پر پہنچے
ٹھوکریں کھاتے ہوئے لاشِ پسر پر پہنچے

۸ کھول کے آنکھوں کو حضرت سے یہ اکبرؑ نے کہا صدقے اِس لطف کے اس بندہ نوازی کے فدا
مجھ کو آغوشِ مبارک میں لئے بیٹھیں زہراؑ جامِ کوثر مجھے دیتے تھے ابھی شیرِ خدا
دیکھ کر پانی کو دل غم سے پھٹا جاتا ہے
آپ کی پیاس کا صدمہ مجھے یاد آتا ہے

۹ اتنے میں آئی یہ فضہؓ کی صدا سے جانکاہ علی اکبرؑ ہیں کدھر آپ کہاں ہیں یا شاہ
آیئے جلد کہ اب بانو کی حالت ہے تباہ بال بکھرے ہوئے ہیں آنکھوں میں عالم ہے سیاہ
اپنے فرزند کو گھر میں جو نہیں پاتی ہے
رن میں سر پیٹتی زہراؑ کی بہو آتی ہے

(۱۰)
شاہ گھبرا گئے یہ سنتے ہی فضہ کی صدا　　جانبِ خیمہ کئی مرتبہ پھر کر دیکھا
اشک آنکھوں سے بہا کر علی اکبرؑ نے کہا　　جلد اب خیمہ میں لے چلئے مجھے بہرِ خدا
صدمہ نزع تو ہے اور تعب ہووے گا
نکل آئیں گی جو اماں تو غضب ہووے گا

(۱۱)
شاہ جلدی سے اٹھانے لگے لاشِ اکبرؑ　　کانپتے ہاتھوں سے لیکن نہ سنبھلتا تھا بگر
منہ کا ڈھل جانا تھا کاندھے لگاتے تھے جو سر　　درد تھا دل کو کہ دکھنے نہ لگے زخمِ جگر
یا علیؑ کہہ کے کبھی لاش اٹھا لیتے تھے
ہچکی آتی تھی تو گھبرا کے لٹا دیتے تھے

(۱۲)
کبھی یہ کہتے تھے عباسِ دلاور آؤ　　اے مرے شیرِ ترائی سے اب اٹھ کر آؤ
ہم گرفتارِ مصیبت ہیں برادر آؤ　　اٹھ نہیں سکتی ہے لاشِ علی اکبرؑ آؤ
ابنِ زہراؑ سے برابر کا پسر چھوٹ گیا
پہلے ٹوٹی تھی کمر اب مرا دل ٹوٹ گیا

(۱۳)
کہہ کے یہ شاہ نے کاندھے پہ اٹھایا لاشہ　　دل کے مانند کلیجے سے لگایا لاشہ
لائے خیمہ میں تو مسند پہ لٹایا لاشہ　　غل پڑا بانو کے فرزند کا آیا لاشہ
پیٹتی سینہ و سر زینبِ مضطر دوڑی
ماں جگر تھام کے ہاتھوں سے کھلے سر دوڑی

(۱۴)
بانو کرتی تھی یہ فریاد پچھاڑیں کھا کر　　پھیرے حلق پہ میرے کوئی خنجر لا کر
اے اکبرؑ تجھے کس دشت میں ڈھونڈوں جا کر　　مر گئے شانِ جوانی کی مجھے دکھلا کر
آ کے یاں لٹ گئی یہ پالنے والی بیٹا
آج اماں کا بھرا گھر ہوا خالی بیٹا

امّاں واری مجھے سہرا نہ دکھایا ہے ہے　(۱۵)　ماں کا تابوت نہ کاندھے یہ اُٹھایا ہے ہے
تم نے اِس دائی کا فرزند نہ بنایا ہے ہے　　سال اٹھاروں کس ظلم کا آیا ہے ہے
جب میں بھیگیں تو خوں میں ہوئے غلطاں اکبرؑ
میرے بیکس میرے ناشاد پُرارماں اکبرؑ

مرثیہ ۴۹

شہادت حضرت علی اکبرؑ

دل صاحبِ اولاد سے انصاف طلب ہے　(۱)　دنیا میں پسر باپ کی زینت کا سبب ہے
اولاد کا ہونا بھی بڑی بخششِ رب ہے　　یہ سچ ہے مگر داغ بھی بیٹے کا غضب ہے
رونے کی ہے جا ظلم نیا کرتی ہے تقدیر
شبیرؑ سے اکبرؑ کو جدا کرتی ہے تقدیر

بیٹا بھی وہ بیٹا جو ہے تصویرِ پیمبرؐ　(۲)　اخلاق میں مانندِ حسنؑ زور میں حیدرؑ
خوش لہجہ و خوش خصلت و خوش وضع سراسر　　معشوقِ جہاں رونقِ دیں عاشقِ داور
انصاف سے سب صاحبِ اولاد بتا دیں
اس طرح کے فرزند کو مرنے کی رضا دیں

عہر یہ ری اک طرف اکبر کا ہے وہ حال　(۳)　غیروں کا بھی دل غم سے ہوا جاتا ہے پامال
آغازِ جوانی ہے اور اٹھارواں ہے سال　　ماں کی یہ تمنا ہے کہ دولہا بنے یہ لال
کیا طرفہ مصیبت علی اکبرؑ یہ پڑی ہے
ہیں بیاہ کے دن اور اجل سر پہ کھڑی ہے